بھارت نے 13 دسمبر کو اپنے پارلیمنٹ پر حملے کے ڈرامے کے بعد پاکستانی سرحدوں پر فوج کو صف آرا کر دیا ہے' اور پاکستان کے امن پسندانہ رویے اور کشیدگی کے خاتمے کی خواہش کو کمزوری سمجھ کر اپنے مطالبات میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور بھارتی حکمرانوں کے بیانات میں رعونت کا عنصر روز بروز بڑھ رہا ہے۔

یہ 11 ستمبر کے بعد امریکہ کے مقابلے میں ہماری مجبوری اور کمزور پالیسی کا نتیجہ ہے کہ بھارت نے بھی اپنے آپ کو امریکہ کی طرح طاقتور اور اسرائیل کی طرح من مانی کرنے میں آزاد سمجھ کر پاکستان سے مطالبہ کر دیا ہے کہ اس کے مطلوبہ افراد اور تنظیموں کے خلاف محض ان کے شک کی بنیاد پر سخت کارروائی کرے

ادھر بدقسمتی سے حکومت نے بھارتی مطالبے کو یکسر مسترد کرتے ہوئے جہاد اور دہشت گردی میں فرق کی وضاحت کے بجائے ثبوت کا مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ ادھر ملک میں پکڑ دھکڑ زوروں پر ہے یہ سب آئندہ کیا رنگ لائے گا؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بہر حال حالات کا تقاضا یہ ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے عوام کو ساتھ لے کر چلے' نہ کہ ماحول میں کشیدگی پیدا کی جائے۔

بھارت بڑا ملک ہے مگر امریکہ جیسا نہیں کہ مقابلہ نہ ہو سکے۔ مسلمانان پاکستان نے پہلے بھی بھارت کو ناکوں چنے چبوائے ہیں' ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے اندر اتفاق و یگانگت پیدا کی جائے' تاکہ پوری قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اپنے مکار دشمنوں کے مدمقابل پوری جرأت و خود اعتمادی سے کھڑی ہو جائے۔ انشاء اللہ کامل بھروسے' یقین محکم اور عمل پیہم کے ذریعے ہماری قوم دشمن کے ناپاک عزائم خاک میں ملا سکے گی۔

لیکن اگر اس موقع پر معمولی سی کمزوری دکھائی تو عالم اسلام کے اندر بھی ہماری ساکھ متاثر ہوگی۔ واحد اسلامی ایٹمی پاور کا اعتزاز بھی ہم سے قابل فخر کارکردگی کا متقاضی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور پاکستان کو باوقار اسلامی قلعہ بنا کر پائندہ و تابندہ رکھے اور جہاں کہیں بھی مسلمان مقہور و مظلوم ہوں' انہیں فتح و نصرت عطا فرمائے آمین۔

اللھم انصر الاسلام والمسلمین' واخذل الشرک والمشرکین' و دمر اعداء الدین' اللھم خالف بین کلمتھم و زلزل اقدامھم و شتت شملھم و مزق جمعھم و دمر دیارھم و انصرھم علی عدوک و عدوھم . اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذ بک من شرورھم.

..........☆☆☆..........

درس قرآن کریم

عبدالرحیم روزی

﴿او کصیب من السماء فیه ظلمات ورعد و برق یجعلون اصابعهم فی اٰذانهم من الصواعق حذرالموت والله محیط بالکافرینO﴾ (البقرۃ/۱۹)

حل لغات

صیب'' بارش یا بادل۔ صیّب'' صَیوِب'' سے بنا' جس طرح سیّد'' اور جیّد''میں ہوا ہے۔

السماء اصل میں جو چیز اوپر سے سایہ کرے اسے'' سماء ''کہتے ہیں۔اسی سے گھر کی چھت اور بارش کو بھی سماء کہتے ہیں۔کیونکہ بارش بھی اوپر ہی سے آتی ہے۔اور عموماً سماء کہہ کر نیلگون آسمان مراد لیا جاتا ہے۔[1]

رعد'' رعد'' کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں:

پہلا قول: یہ ایک فرشتہ ہے جو اپنی آواز سے بادلوں کو جھڑکتا ہے۔یہ قول مجاھد اور بعض سلف سے منقول ہے۔اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے رعد کے متعلق یہودیوں کے استفسار پر فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں **فواق من نار** (یعنی آگ کے ہنٹر) ہیں۔جس سے وہ بارش سے بھرے ہوئے بادل کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مطلوبہ جگہ تک ہانکتا ہوا لے جاتا ہے' ہانکتے وقت اسکے منہ سے چیخ کی آواز بھی نکلتی ہے۔''حسن صحیح''(ترمذی۔ابواب التفسیر۔سورۃ الرعد)[2]

دوسرا قول: بادلوں کے اجرام واجزاء جب آپس میں ٹکراتے ہیں تو اس ٹکراؤ کے نتیجے میں آواز نکلتی ہے۔اس آواز کو رعد کہتے ہیں۔یہ قول امام بیضاویؒ[3] اور فلاسفروں کا ہے۔[1]

برق'' یہ آگ یا لوہے کا چابک ہے جسے فرشتہ بادل کو مارتا ہے تو اس سے بجلی' روشنی پیدا ہوتی ہے۔اسے برق کہتے ہیں۔[1]

بعض نے اس سے پانی مراد لیا ہے۔جب کہ علمائے طبیعت (سائنسدانوں) کا خیال یہ ہے کہ رعد اور

برق بادلوں کے نگیٹیو اور پازیٹیو (موجبہ وسالبہ) برقی رو کے آپس میں ٹکرانے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں[۴]۔ احادیث نبویہ پہلے قول کی تائید کرتے ہیں۔

صواعق صاعقہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ جب مقررہ فرشتے سختی کے ساتھ اپنا چابک بادلوں کو مارتے ہیں، تو اس کے نتیجے میں روشنی کی لہر پیدا ہوتی ہے، یا یہ لہر اس کے منہ سے نکلتی ہے۔ یہ قول بہت سے علمائے اسلام کا ہے[۱]۔ اس قول کے مطابق برق اور صاعقہ دونوں روشنی کا نام ہے۔ اس تشریح کی رو سے آیت میں تکرار لازم آئے گا، جس میں چنداں فائدہ نہیں، جتنا کہ اسے مستقل معنی دینے کی صورت میں ہوتا ہے۔

ایک رائے یہ ہے کہ (صاعقۃ) گرج کی سخت ترین آواز کا نام ہے۔ اس رائے کے قائل مشہور نحوی امام خلیل فراھیدی ہیں[۱]۔ برصغیر کے اردو تراجم میں ''کڑک'' سے ترجمہ کرکے یہی مفہوم منقول ہے[۵]۔ یہی مراد قرین قیاس ہونے کے علاوہ حدیث ترمذی مذکور سے بھی ہم آہنگ ہے۔ اور ﴿ **یجعلون اصابعھم فی اٰذانھم** ﴾ اس کا واضح ثبوت ہے۔ علمائے طبیعت اور بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ ایک لطیف سی آگ ہے، جو بادلوں کے اجرام کے آپس میں تصادم سے ظہور پذیر ہوتی ہے[۱]۔ اس حوالے سے قول ہذا اور پہلی رائے میں بعض جزئیات سے صرف نظر اس حد تک مطابقت پائی جاتی ہے کہ صاعقہ آگ کا ٹکڑا اور روشنی ہے۔

محیط احاطہ یہ ہے کہ کسی چیز کا چھ اطراف سے اس طرح گھیراؤ کرے کہ گھری ہوئی چیز کا کوئی حصہ باہر نہ رہے

او یہاں شک وتردد کے لئے نہیں، بلکہ یہاں درج ذیل معانی کا احتمال رکھتی ہے:-

1- دو چیزوں کے درمیان برابری کا معنی دیتی ہے۔ جیسے یہ مثال نحو جالس الحسن او ابن سیرین،

2- یا بمعنی واؤ ہو جیسے اس ارشاد الٰہی میں ہے ﴿ **ولا تطع منھم اٰثما او کفورا** ﴾

3- یا تخییر کے لئے ہو جس کا معنی ہے 'اضرب لھم مثلاً بھذا او ان شئت بھذا'' یعنی وہ مثال یا یہ مثال بیان کرو[۳]

اس بات پر تو سبھی مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ منافقین کے لئے ایک مثال ہے۔ لیکن کیا یہی منافقین وہی سابقہ منافقین ہیں جن کا ذکر شروع آیات میں گزر چکا ہے؟ یا ایک اور قسم کے منافقین ہیں جن کی اپنی مخصوص صفات ہیں؟

علامہ ابن جریر طبریؒ پہلی رائے کی طرف گئے ہیں[۱] اور علامہ شوکانی بھی اسی طرف میلان رکھتے ہیں۔ جب کہ علامہ ابن کثیر و دیگر بہت سے مفسرین دوسری رائے کی طرف گئے ہیں۔ موصوف کا کہنا ہے کہ یہ رائے اولیٰ اس لئے ہے کہ سورۃ توبہ میں بھی منافقین کے مختلف اقسام و منھم' و منھم' و منھم ...... کہہ کر بتائے گئے ہیں[۲]، اور قرآن کے بعض حصے بعض کی تفسیر

کرتے ہیں۔

یہاں یہ کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ مختلف صفات کے حامل منافقین اور کم صفات کے حامل منافقین سب کے سب "نفاق" کے نام میں شامل ہیں۔ جیسا کہ سورۃ توبہ وغیرہ میں ہے اور یہاں سورۃ بقرہ میں متنوع صفات کے حامل منافقین پر محمول کرنے کے لئے سیاق وسباق کی تائید ملنی چاہیے۔

بہرطور آیت کی توجیہ وتفسیر یہ ہے کہ منافقین نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں سے یہ دعویٰ کر کے دنیا میں مسلمانوں کا تشخص حاصل کر لیا اور کچھ مال غنیمت وغیرہ کے مراعات حاصل کر لئے کہ ہم اللہ تعالیٰ، محمد ﷺ اور روز آخرت پر ایمان لائے!! حالانکہ یہ لوگ اپنے اس دعویٰ میں نرے جھوٹے ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کفر وضلالت بہتر ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل تھے اور منافقین ان میں مگن تھے یا وہ پیغام ہدایت بہتر ہے جسے آپ ﷺ لے آئے ہیں۔ نیز یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی سزاؤں سے بھی لرزاں وترساں ہیں۔ ان کی مثال رات کو ہونے والی اس رم جھم بارش کی ہے، جس میں گھٹاٹوپ بادل چھائے ہوئے ہیں، کڑاکے سے گرج کی آواز بھی سنائی دے رہی ہے، جس سے کان پھٹے جا رہے ہیں، اور آنکھیں چندھیا دینے والی پرفشاں بجلی کوندرہی ہے۔ اس ہوشربا سماں کی وجہ سے جگر، منہ کو آرہے ہیں۔ یہ برسات ان منافقین کے ظاہری طور پر ایمان واسلام کی تصدیق واقرار کی مثال ہے۔ اور تاریکی ان کے دلوں میں مخفی امراض تکذیب، نفاق اور شک کی مثال ہے۔ گھن گرج اور دل دہلا دینے والی آواز کی وجہ سے جس خوف وہراس میں مبتلا ہیں اسے مثال میں لا کر یہ مراد ومطلب لیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانِ رسالت سے ان پر عذاب آنے کی خبر دی ہے۔ منافقین غلطاں وپیچاں ہیں کہ یہ عذاب ان پر اترے گا یا نہیں۔ مگر وہ اپنے تئیں اس خوف سے کہ کہیں محمد ﷺ کی پیشگوئیاں سچ ثابت نہ ہوں، احتیاطاً اس سے بچنے کے لئے زبانی جمع خرچ کی حد تک ایمان واسلام کا تاثر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی مثال منافقین کی اس مذموم صفت کو طشت ازبام کرنے کے لئے ہو کہ یہ لوگ موت سے حد درجہ ڈرتے اور اس سے نفرت کرتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿**یحسبون کل صیحة علیهم**﴾ (۶۳ منافقون ۴) یعنی انتہائی بزدل اور ڈرپوک ہیں اپنے سنگین جرائم اور بے ایمانیوں کی وجہ سے ہر آن دھڑکا لگا رہتا ہے کہ ان کی دغابازیوں کا پردہ چاک نہ ہو جائے۔[۷]

دوسری آیت میں اس طرح ان کا منظر کھینچا گیا ہے ﴿**لو یجدون ملجأ او مغارات او مد خلا لولوا الیه وهم یجمحون**o﴾ (التوبة ۵۷)